کون ہے زخم پر زخم کھائے ہوئے

جوہر نظامی

کون ہے زخم پر زخم کھائے ہوئے
بے محابا لہو میں نہائے ہوئے
مرنے والوں کے صدمے اٹھائے ہوئے
دل میں یادوں کی دنیا بسائے ہوئے
یہ ہے محبوبِ رب، شہسوارِ عرب
سید خوش لقب، شاہِ گلگوں قبا
وارثِ انبیاء، سرورِ اولیاء
صورتِ مصطفےٰ سیرتِ مرتضیٰ
جس کے قبضے میں ہے ذوالفقارِ علی

اس کے سب یار و انصار مارے گئے
سوئے جنت سب آنکھوں کے تارے گئے
چند خیمے مگر سوگواروں کے ہیں
جن کے کندھوں پہ اسلام کا بار ہے
اس کے باوصف وہ حوصلہ مند ہے
وہ دلاور ہے غازی ہے جرار ہے
گرچہ مجروح اس کا تنِ زار ہے
پھر بھی اس کے لبوں پہ وہ للکار ہے
جس سے لرزہ براندام ہے ہر شقی

تین دن تک وہ مظلومِ پیاسا رہا
قرب کی منزلوں سے شناسا رہا
صبر کی تھپکیوں سے مگر پیاس کو
لوریاں دے کے شاید سُلاتا رہا
آگ جو سوز بن کر سلگتی رہی
صبر کے پانیوں سے بجھاتا رہا
ایسے عالم میں بھی اس کی ہر کاٹ پر
جسم گرتے رہے سر اچھلتے رہے
دیکھی دنیا نے پھر ضربتِ حیدری

بہر ابلاغ حق اس کی یلغار تھی
اس کی ہر ضرب جرأت کا شہکار تھی
ہر ادا اس کی مومن کا کردار تھی
قابلِ رشک پیاسے کی پیکار تھی
فطرتاً اس کی تلوار خونخوار تھی
اس کی ہر ضرب اللہ کی مار تھی
دین کے باغیوں سے بگڑتا رہا
سر بکف ہو کے دشمن سے لڑتا رہا
سر کیا اس نے جبروتِ شاہنشہی

یک بیک اک منادی نے آواز دی
روک لے ہاتھ لختِ دل مرتضیٰ
پہنچی تاریک غاروں میں تیری ضیا
تو ہی دراصل ہے فاتحِ کربلا
تو ہی میری مشیت کا رمز آشنا
تیری تلوار شعلہ لپکتا ہوا
تیری تلوار جادو ہے یا اک فسوں
تو ہے معنی و مفہومِ لایحزنوں
تو ہے باغِ نبوت کا سروِ سہی

لاش روندی گئی شاہِ مظلوم کی
ظلم پر ظلم سید پہ ہوتے رہے
میں سمجھتا ہوں اسلام روندا گیا
وادئِ نینوا میں مسلمان کا
بک گیا دین ایمان بیچا گیا
کربلا میں جو پیاسا رہا تین دن
اس مسافر کا اسباب لوٹا گیا
امتی امتی جس کے جد نے کہا
وہ پکارا گیا شیعتی شیعتی

سجدۂ حق میں اے دوستو شاہ کی
پشت گردن پہ خنجر چلایا گیا
دکھ تو یہ ہے کہ سر کاٹ کر شاہ کا
نوک نیزہ پہ اس کو چڑھایا گیا
اور قریہ بہ قریہ پھرایا گیا
شادیانے خوشی کے بجائے گئے
جانے کس جرم میں پشتِ سجاد پر
وقفے وقفے سے کوڑے لگائے گئے
کوفہ و شام تک بیکسی کی فضا
قافلے پر بہ ہر گام چھائی رہی

اہلِ بیتِؑ رسالت کی شہزادیاں
ننگے سر آج اونٹوں پہ اسوار ہیں
اپنے بالوں سے چہرے چھپائے ہوئے
گردنوں کو حیا سے جھکائے ہوئے
سامنے شہرِ کوفہ کا بازار ہے
حاکمِ وقت ہے اور دربار ہے
آدمیت کے سر پر لٹکتی ہوئی
یہ حکومت ہے یا ایک تلوار ہے
یہ خلافت ہے یا ایک آزار ہے
جس میں ہے مبتلا بزمِ دانشوری

اُف وہ لب اُف وہ دندانِ گوہر نما!
چومتے تھے جنہیں احمدِ مجتبیٰؐ
بے نسب اب ہے بیٹھا ہوا تخت پر
چھیڑتا تھا چھڑی سے وہ پاکیزہ لب
ہاتھ ٹوٹے نہ اس کے مگر ہے غضب
ہائے تقدیر کی کار فرمائیاں
اللہ اللہ مصائب کی پہنائیاں
اور آلِ علیؑ کی شکیبائیاں
ہو کے انسان جو کر گئے داوری

جس کو کہتے ہیں عابدؑ وہ بیمار ہے
کاروانِ محبت کا سالار ہے
منزلیں پر خطر راہ پر خار ہے
اور گردن میں طوقِ گرانبار ہے
یہ صلیبِ محبت ہے یا دار ہے
اس کے دل میں ہے جو آشکارا نہیں
چارہ گر ہے یہ کوئی بچارہ نہیں
منزلیں مار کر بھی یہ ہارا نہیں
اس کی تسبیح ہے یا علیؑ یا علیؑ

وشتِ غربت میں صحرائے پر ہول میں
اُف وہ سجادؑ کی جادہ پیمائیاں
سامنے کوئی اپنا پرایا نہیں
دھوپ ہی دھوپ ہے کوئی سایہ نہیں
بے خطر آزمائش گہ شوق میں
لٹ کے یوں کوئی شہزادہ آیا نہیں
پا بہ زنجیر ہو کر بھی اے دوستو
ڈگمگایا نہیں لڑکھڑایا نہیں
اس کے بابا نے کی اس کی سیرت گری

لو وہ اندوہ شام و سحر ختم ہے
ہر مسافر کا گویا سفر ختم ہے
بالمقابل دیار دمشق آ گیا
یعنی منزل پہ سلطانِ عشق آ گیا
منجمد آج دورِ مہ و سال ہے
اب کہاں آلِ ہاشم کا اقبال ہے
دین کی روح دراصل پامال ہے
گوشے گوشے میں ابلیس کا جال ہے
اب کہاں شوکت و شان پیغمبریؐ

جانے کیا حالتِ کوفہ و شام تھی
لوگ توہینِ اسلام کرتے رہے
دیکھ کر بادہ نوشی 'اولی الامر' کی
لوگ شغلِ مے و جام کرتے رہے
سر پہ وہ تاج الفقر و فخری کہاں
جو خلافت تھی وہ سلطنت بن گئی
وہ جو فرعون و ہامان و شداد تھے
پیروی ان کی گویا صفت بن گئی
دین کی بات بیکار سمجھی گئی

حاکمِ وقت کہنے لگا برملا
‘دین اولاد ہاشم کا اک کھیل تھا
اصل میں کوئی پیغام آیا نہ تھا
کربلا کا انوکھا نہیں حادثہ
یہ تھا رد عمل غزوہ بدر کا
میں نے اپنے بزرگوں کا بدلہ لیا
میرے اجداد موجود ہوتے اگر
میں بتاتا انہیں میرا اونچا ہے سر
مجھ کو دشمن پہ حاصل ہوئی برتری’

وہ خلافت جو آدم کو حق سے ملی
بعد آدم وہ حصہ تھا داؤد کا
جو ملی بعد داؤد ہارون کو
اس خلافت کے وارث تھے شیر خدا
جو بھی مولا کی معصوم اولاد ہے
تا قیامت خلافت کی حقدار ہے
اس پہ دعویٰ کسی غیر کا ہے غلط
بوریا تو خلیفہ کو درکار ہے
اور اغیار کو تختِ شاہنشہی

وہ خلافت جو فی الارض قائم ہوئی
اس کی اک شرط عصمت ہے اے دوستو
جس خلیفہ کو منسوب خالق کرے
اس کی واجب اطاعت ہے اے دوستو
جو ہے اس کے علاوہ مرے ساتھیو
اور سب کچھ ہے لیکن خلافت نہیں
حاکمِ شام حق کا خلیفہ نہ تھا
اس کو کہنا خلیفہ شرافت نہیں
مانگتا ہے جو بیعت بزورِ شہی

کربلا تھا جہاد ایک کمزور کا
دینِ فطرت کے باغی سے، غدار سے
تین دن تک جو مظلوم پیاسا رہا
جنگ کی اس نے نیزے سے تلوار سے
یہ خلیفہ تھا بعد علیؑ و حسنؑ
جس کے حق میں وصیت بھی موجود تھی
وہ مجاہد تھا منجملۂ پنجتنؑ
معرکہ یہ مگر حق و باطل کا تھا
لٹ گیا جس سے ابلیس کا بانکپن
اور باطل کا سب غمزۂ دلبری